© rasailojaraid.com

صرف نماز ظہر (کی طرح ثواب) ہوگا۔ [أبوداؤد طهارة باب ١٢٩ ح: ٣٤٧ وحسنه الألبانیؒ]

عبداللہ بن بُسر رضی اللہ عنہ ایک شخص دوران خطبہ گردنیں پھلانگتے ہوئے آیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اجلس فقد آذیت'' ''بیٹھ جاؤ، یقیناً تو نے لوگوں کو تکلیف دی!'' [أبوداؤد، الصلاة، باب ٢٣٨، ح: ١١١٨، نسائی، الجمعة، ح: ٥٧٨، ٣/١٠٣، ورواه ابن ماجه، باب ٨٨، عن جابر وزاد: ''وآنيت'' ح ١١١٥ وصححه الألبانیؒ] ''اور آیا بھی دیر سے ہے!'' ترمذیؒ: اہل علم جمعہ میں لوگوں کی گردنیں پھلانگنے سے نفرت کرتے اور اس بارے میں سختی کرتے ہیں۔ [الترمذی، الجمعة، باب ١٧، ٢/٣٨٩]

خطبہ جمعہ کے دوران اگلی صفوں کی خالی جگہ پر کرنے کے سلسلے میں بھی گردنیں پھلانگنا جائز نہیں ہوا، تو مسجد سے جلد از جلد نکلنے کی کوشش میں گردنیں پھلانگنے کا جواز کہاں سے ملے گا؟! واللہ أعلم

مبحث (۲): نمازی کے آگے پیر پھیلانا:

جگہ کی تنگی یا سردی وغیرہ کی وجہ سے انسان بستر پر نماز پڑھے، جہاں نمازی اور سترے کے درمیان کوئی سورہا ہو' تو اُس کے لیے پاؤں پھیلانا اور سمیٹنا جائز ہے۔ اور اگر اسے اٹھنے کی حاجت پیش آئے تو اسے خوب احتیاط کرنا چاہیے جیسے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ اور سترے کے مابین سورہی ہوتیں' پھر اٹھنے کی ضرورت پیش آتی تو اٹھ بیٹھنا گوارا نہیں کرتی تھیں کہیں (نماز میں خلل سے) رسول اللہ ﷺ کو تکلیف نہ پہنچے، پس آپ پائنتی کی جانب سے کھسک کر نکل جاتی تھیں۔ [بخاری الصلاة باب ١٠٥، ح: ٥١٤، ١/٧٠٠۔ مسلم، الصلاة، ح: ٢٧٠، ٤/٢٢٩]

آپ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: ''اس وقت گھروں میں چراغ نہیں ہوتے تھے۔'' [بخاری، ح: ٥١٣، مسلم ح:٢٧٢]

اس مسئلے اور نمازی کے سامنے سے اٹھ جانے میں فرق:

(۱): رسول اللہ ﷺ کا سترہ کمرے کی دیوار تھی، ام المؤمنینؓ نہیں تھی۔ (كنت أنام بينه وبين القبلة)

(۲): آپؓ لحاف کے نیچے سے احتیاط سے کھسک جاتی تھیں۔ (فأنسل من عند رجليه)

(۳): یہ واقعہ تاریکی میں پیش آتا تھا۔ (والبيوت يومئذ ليس فيها مصابيح)

(۴): آپؓ پھر بھی نمازی کے سامنے اٹھ بیٹھنے کو درست نہیں سمجھتی تھیں۔ (فأكره أن أسنح، أن أجلس)

(۵): یہ واقعہ گھر میں نفلی نماز کے دوران پیش آتا تھا، فرض میں نہیں۔

لہٰذا اس حدیث پر مذکورہ بالا صورت کو قیاس نہیں کیا جا سکتا۔ واللہ أعلم

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

عقیدہ توحید :19

بدعت کی شرعی حیثیت

محمد حسن آصم صدیقی

قبروں پر چراغ جلانا:

قبروں پر چراغ، قندیل اور موم بتیاں جلانے سے شریعت حقہ سخت بیزار ہے۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے :" لعن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم زائرات القبور والمتخذين عليها المساجد والسرج " [أبوداؤد، جنائز باب ٧٢، زيارة النساء القبورَ ح:٣٢٣٦، ترمذی الصلاة ح ٣٢٠ وقال حديث حسن، نسائی جنائز ح: ٢٠٤٥، ابن أبی شيبة ٢٢٥/٣، السنن الكبرى للنسائی ح: ٢١٧٠] "رسول اللہ ﷺ نے قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں اور قبروں کو سجدہ گاہ بنانے والوں اور ان پر چراغ روشن کرنے والوں پر لعنت فرمائی ہے۔"

ظاہر ہے کہ جس کام پر سردار دوجہاں ﷺ نے لعنت کی ہو تو وہ کسی وقت اور کسی بھی حیثیت سے جائز و مستحب نہیں ہوسکتا اور نہ اس میں کوئی فائدہ اور خوبی ہوسکتی ہے، نہ ضرورت و غیر ضرورت کے مصنوعی پیوند اس میں لگ سکتے ہیں۔

یہ الگ بات ہے کہ مفتی احمد یار صاحب یا کوئی دوسرا بدعت پسند اس عمل میں خانہ ساز فوائد و منافع بتانے لگے ﴿ذلک قولهم بأفواههم﴾ [التوبة: ٣٠] اور جن "بزرگوں" سے جواز و استحباب نقل کیا گیا ہے وہ نہ معصوم ہیں نہ ہی مجتہد، پھر نہ معلوم جناب رسول اللہ ﷺ نے جس کام پر لعنت کی ہو اُن کے کہنے سے جائز اور مستحب کیسے ہوسکتا ہے؟!

نیز یہ بھی ملحوظِ خاطر رکھنا ضروری ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ولی و غیر ولی اور عالم و جاہل کی قبر میں کوئی فرق نہیں فرمایا، جس سے صاف طور پر ثابت ہوجاتا ہے کہ ہر ایک قبر پر چراغ روشن کرنا باعث لعنت اور مذموم بدعت ہے۔

غضب یہ ہے کہ آج قبروں پر خوب اہتمام سے چراغ جلائے جاتے ہیں اور یہ منطق پیش کی جاتی ہے کہ اس میں اولیاء کرام کی عظمت ہے۔ اگر اللہ کے ولیوں کی تعظیم و توقیر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے فرمان کی خلاف ورزی سے ہی ہوتی ہے، اور ان کی محبت صرف لعنت کا کام کرنے سے ہوتی ہے تو ہم ببانگ دہل کہتے ہیں کہ ایسی غلو والی محبت و تعظیم بدعت نواز حضرات کو ہی نصیب ہو، ہمارے نزدیک اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول برحق ﷺ کے ارشاد کے آگے سرِ تسلیم خم کرنے سے ہی اولیاء کرامؒ اور بزرگان دینؒ کی صحیح شرعی تعظیم ہوتی ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

قیاس کن ز گلستان من بہارِ مرا

فتاوی عالمگیری میں ہے: وإيقاد النار على القبور فمن رسوم الجاهلية.

شاہ رفیع الدینؒ لکھتے ہیں: واما ارتکاب محرمات از روشن کردن چراغہا و ملبوس ساختن قبور و سرود ہا ونواختن معازف بدعات شنیعہ اند وحضور چنیں مجالس ممنوع۔

ملاحظہ کریں کہ رسول اللہ ﷺ سے لے کر اس وقت کے علمائے حق تک قبروں پر چراغاں کرنے کو باعث لعنت، حرام، مکروہ (تحریمی) اور بدعت شنیعہ سے تعبیر کرتے ہیں۔

بوقتِ صبح شود ہمچو روزِ معلومت ‏ ‏ ‏ کہ باک باختہ عشق در شبِ دیجور

نوٹ: اگر کسی مجبوری سے رات کے وقت دفن کرنے کی نوبت آئے تو حسب ضرورت روشنی کا انتظام کر لینا چاہیے۔☆ یہ چیز محل نزاع سے بالکل خارج ہے۔

قبروں پر چادریں ڈالنا، پھول چڑھانا اور جھنڈے نصب کرنا:

محمد رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب کرام ﷺ وتابعین عظامؒ سے ایسا کوئی ثبوت نہیں ملتا کہ انہوں نے کسی بھی نیک یا برے شخص کی قبر پر یہ کام کیے ہوں۔ خیر القرون میں بہت سے اہل ایمان وتقویٰ پر طبعی موت آئی ..... کتنے ہی اسلام کے جان نثار..... خلعت شہادت سے سرفراز ہوئے!! ان میں سے کسی بھی ولی اللہ کے ساتھ اس قسم کی تعظیم کا کوئی اہتمام اہل اسلام نے نہیں کیا۔ آج اہل بدعت کی نوازش سے یہ ساری حرکتیں نہ صرف جائز قرار پائی ہیں بلکہ کارِثواب اور ''اہل سنت'' کی علامت ٹھہرائی گئی ہیں!!

اہل بدعت نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دو قبروں پر کھجور کی ٹہنیاں گاڑ دیں اور فرمایا کہ مجھے امید ہے کہ جب تک یہ ٹہنیاں تر ہیں، ان کی سزا میں تخفیف ہوگی۔ [متفق عليه عن ابن عباس ﷺ]

☆ عبداللہ بن عباس ﷺ کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک قبر میں رات کو داخل ہوئے اور آپ ﷺ کے لیے چراغ روشن کیا گیا، پھر آپ نے میت کو قبلہ کی طرف سے لیا۔ (اور قبر میں لٹایا) [ترمذی الجنائز باب ٦٣ الدفن بالليل ح١٠٥٧ وقال: حسن، ابن ماجه الجنائز باب ٣٠ ح١٥٢٠ مختصرا] نیز جابر بن عبداللہ ﷺ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (لا تدفنوا موتاكم بالليل إلا أن تضطروا) ''اپنی میتوں کو راتوں رات دفن نہ کرو سوائے مجبوری کے۔'' [ابن ماجه الجنائز باب ٣٠ ح١٥٢١] (ابو محمد)

© rasailojaraid.com